کسی سے پڑھنے کے لیے کتاب لی، تو گم ہونے پر تاوان ہو گا؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: FSD-9054　　　تاریخ: 22-08-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے زید سے ایک کتاب کچھ دنوں کے لیے پڑھنے کے لیے مانگی، لیکن چند دنوں بعد اس شخص سے وہ کتاب گُم ہو گئی، تو کیا اس شخص پر شرعاً اس کتاب کا تاوان لازم ہو گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

شریعت مطہرہ میں بلا عوض کسی شخص کو اپنی چیز کی منفعت کا مالک کر دینا، عاریت کہلاتا ہے اور عاریت کا حکم یہ ہے کہ وہ چیز مستعیر (عاریتاً چیز لینے والے) کے پاس امانت ہوتی ہے۔ اگر وہ چیز چوری یا گم ہو جائے، تو مستعیر پر اس چیز کا تاوان لازم ہونے یا نہ ہونے کے حوالے سے شرعی اصول یہ ہے کہ اگر عاریتاً لینے والے کی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے وہ چیز ہلاک (ضائع، چوری یا گم) ہوئی، تو اس کا ذمہ دار مستعیر ہی ہو گا، اگرچہ یہ غفلت غلطی یا بھولے سے ہی کیوں نہ واقع ہوئی ہو، البتہ اگر مستعیر نے اس چیز کی حفاظت میں کسی طرح کی غفلت اور کوتاہی کا مظاہرہ نہ کیا، بلکہ اس کو سنبھال کر رکھا، پھر بھی وہ چیز ہلاک ہو گئی، تو اس صورت میں مستعیر ذمہ دار نہیں ہو گا، لہٰذا پوچھی گئی صورت میں شخصِ مذکور کے پاس سے اگر اس کی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے کتاب گم ہوئی، تو اس پر بطور تاوان بعینہٖ (Same) اسی اوصاف و کوالٹی کی کتاب دینا لازم ہو گا اور اگر بعینہٖ اسی طرح کی کتاب مارکیٹ میں ملنا مشکل ہو یا کتاب ملتی تو ہو، مگر

دوسرے کتب خانہ سے چھپی ہو یا ایک ہی کتب خانہ سے چھپی ہو، لیکن اس نے دوسرے ایڈیشن میں چھاپی ہو اور اس میں صفحات یا جلد کی کوالٹی تبدیل کر دی ہو، یا اغلاط کی تصحیح یا کچھ اضافہ کر دیا وغیرہ، الغرض کسی بھی طرح کی کوئی تبدیلی کی جس کی وجہ سے اس کی قیمت میں فرق ہو گیا، تو اب گم ہونے والی کتاب کی مثل نہ ہونے کی وجہ سے بطورِ تاوان اس کتاب کی قیمت دینا لازم ہے، البتہ اگر شخصِ مذکور نے کتاب کو بحفاظت رکھا اور کسی طرح کی غفلت اور کوتاہی کا مظاہرہ نہ کیا، پھر بھی وہ کتاب گم ہو گئی، تو اس پر اس کتاب کا تاوان لازم نہیں ہو گا۔

عاریت کی تعریف کے متعلق علامہ بُرہانُ الدین مَرغینانی رَحۡمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (سالِ وفات: 593ھ/1196ء) لکھتے ہیں: ”العارية جائزة، لانها نوع احسان وقد استعار النبی صلى الله تعالي عليه وسلم دروعا من صفوان، وهي تمليك المنافع بغير عوض “ترجمہ: یعنی عاریت پر کسی چیز کو لینا دینا، جائز ہے، کیونکہ یہ ایک طرح کا احسان ہے اور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت صفوان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہ سے چند زرہیں عاریت پر لی تھیں، اور بلا عوض کسی شخص کو اپنی چیز کی منفعت کا مالک کر دینا عاریت ہے۔

(الهدايه، كتاب العارية، جلد3، صفحه218، مطبوعه دار احياء التراث العربي، بيروت)

عاریت پر لی ہوئی چیز مستعیر کے پاس امانت ہوتی ہے، جیسا کہ امام احمد قُدُوری رَحۡمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (سالِ وفات: 428ھ/1036ء) لکھتے ہیں: ”قال اصحابنا: العارية امانة لا يضمنها المستعير الا بالتعدی“ ترجمہ: ہمارے اصحاب رَحِمَھُمُ اللہ السَّلَام فرماتے ہیں: عاریت پر لی ہوئی چیز امانت ہوتی ہے، تعدی کے بغیر ہلاک ہو جائے، تو مستعیر اس کا ضامن نہیں ہو گا۔

(التجريد للقدوری، كتاب العارية، جلد7، صفحه3263، مطبوعه دار السلام، القاهرة)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحۡمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (سالِ وفات: 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں: ”دوسرے شخص کو چیز کی منفعت کا بغیر عوض مالک کر دینا عاریت ہے۔۔ عاریت کا حکم یہ ہے کہ چیز مستعیر

کے پاس امانت ہوتی ہے اگر مستعیر نے تعدی نہیں کی ہے اور چیز ہلاک ہو گئی، تو ضمان واجب نہیں۔“

(بہارِ شریعت، جلد3، حصہ14، صفحہ54، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

عاریت پر لی ہوئی چیز چوری یا گم ہو جائے، تو مستعیر پر اس چیز کا تاوان لازم ہونے یا نہ ہونے کے حوالے سے در مختار میں ہے:”ولا تضمن بالھلاك من غیر تعد“ترجمہ: بلاتعدی عاریت پر لی ہوئی چیز کے ہلاک ہونے پر ضمان لازم نہیں آتا۔

(الدر المختار، کتاب العاریۃ، جلد4، صفحہ443، مطبوعہ کوئٹہ)

امانت میں غلطی سے ہی تعدی پائی گئی، تب بھی تاوان لازم ہے، جیسا کہ علامہ ابو المَعالی بخاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:616ھ / 1219ء) لکھتے ہیں:”ان ظن أنه جعلها فی جیبه فاذا ھی لم تدخل فی الجیب فعلیه الضمان“ترجمہ: اگر امین نے گمان کیا کہ اس نے امانت کے دراہم کو جیب میں ڈال لیا ہے، جبکہ وہ اس وقت جیب میں نہیں گئے تھے، تو (اس صورت میں اگرچہ وہ دراہم غلطی سے باہر گر گئے، لیکن پھر بھی) اس پر ضمان لازم ہے۔

(المحیط البرھانی، جلد5، صفحہ535، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بھول کر تعدی پائی جانے کے باوجود تاوان لازم ہوتا ہے، جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے:”لو قال المودع وضعت الودیعة بین یدی قمت و نسیتها فضاعت ضمن و به یفتی“ترجمہ: اگر مودع نے کہا کہ میں نے امانت اپنے سامنے رکھی تھی، پھر میں کھڑا ہو گیا اور اسے بھول گیا، تو وہ ضائع ہو گی، (لہٰذا اس صورت میں) وہ ضامن ہو گا اور اسی پر فتوی ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، جلد4، صفحہ342، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1340ھ / 1921ء) لکھتے ہیں:”اور جو تلف ہو گیا اگر بے فعلِ حسام الدین تلف ہُوا، مثلاً چوری ہو گیا، جل گیا، ٹوٹ گیا اور اُس میں حسام الدین کی طرف سے کوئی بے احتیاطی نہ تھی، تو اُس کا تاوان نہیں لے سکتی، فان العاریة امانة

لا تضمن الا بالتعدی (اس لئے کہ عاریت امانت ہے اور بلا تعدی اس میں ضمان لازم نہیں آتا)، اسی طرح جو کُچھ حسام الدین کے پہننے برتنے میں تلف ہوا، نقصان ہوا، اس کا بھی تاوان نہیں، جبکہ اُس نے عادت وعرف کے مطابق اُسے برتا استعمال کیا ہو، "فان کان بتسلیط منھا وما کانت العاریۃ الا للاستعمال" (کیونکہ وُہ اس عورت کی تسلیط سے اس کے پاس تھا اور عاریت تو ہوتی ہی استعمال کے لئے ہے)، ہاں جو کُچھ حسام الدین نے قصداً اخراب کیا یا اُس کے بے احتیاطی سے ضائع ہُوا یا عرف وعادت سے زیادہ استعمال کرتے میں ہلاک ہوگیا، اُس کا تاوان حسام الدین سے لے سکتی ہے، لحصول التعدی (تعدی حاصل ہونے کی وجہ سے)۔"

(فتاوی رضویہ، جلد12، صفحہ248، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاھور)

مفتی محمد نور اللہ نعیمی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1403ھ/1982ء) سے سوال ہوا کہ "مدراس میں مدرسین اور طلبہ کو دار العلوم کی لائبریری سے کتب پڑھنے کے لئے دی جاتی ہیں، اگر کوئی کتاب بلا تعدی گم ہو جائے، تو اس سلسلہ میں شرعاً کیا حکم ہے؟ تو جواباً ارشاد فرمایا: اگر بلا تعدی گم ہو جائے، تو ضمانت نہیں پڑتی۔" **(فتاوی نوریہ، جلد2، صفحہ198، مطبوعہ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ، بصیرپور)**

اصولِ شرع کے مطابق اگر کوئی کسی کی ایسی چیز تلف کرتا ہے جو مثلی ہو، تو اس پر بطورِ تاوان اسی طرح کی چیز دینا لازم ہوتا ہے اور اگر ایسی چیز تلف کی جو قیمی ہو یعنی جس کی مثل ملنا مشکل ہو، تو بطورِ تاوان قیمت دینا لازم ہوتا ہے، جیسا کہ تنویر الابصار و در مختار میں ہے: "یجب رد (مثلہ إن ھلك وھو مثلی۔۔۔ وتجب القیمۃ فی القیمی)" یعنی غاصب پر غصب شدہ چیز کی مثل لوٹانا واجب ہے، اگر وہ ہلاک ہو چکی ہو اور وہ مثلی چیز ہو۔۔۔ اور قیمی چیز کی قیمت دینا واجب ہے۔

(تنویر الابصار و در مختار، جلد9، صفحہ307، مطبوعہ کوئٹہ)

فی زمانہ کتاب مثلی ہے، لہٰذا بطورِ تاوان اسی طرح کی کتاب دینا ہوگی، چنانچہ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: "کتاب کو علماء نے قیمی

ٹھہرایا ہے، نہ مثلی، مگر اس وقت تک چھاپے نہ تھے اور کہہ سکتے ہیں کہ اگر اسی چھاپے کی ہو یعنی اسی بار کی چھپی ہو اور کاغذ بھی ایک ہو اور جلد نہ بندھی ہو، تو عجب نہیں کہ مثلی ہو سکے، یعنی کتاب کے معاوضہ میں ایسی ہی کتاب دینی آئے۔" **(فتاوی رضویہ، جلد16، صفحہ227، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاھور)**

مجلس افتاء کے جاری کردہ رسالے "مثلی اور قیمی اشیاء کی پہچان اور شرعی احکام" میں ہے:"اور عرف شاہد ہے کہ فی زمانہ مطبوعہ کتابوں میں اس جیسا کوئی فرق نہیں ہوتا، لہٰذا آج کے اس زمانہ میں کتاب مثلی ہے، بلکہ اگر غور کیا جائے، تو اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اسی جزئیہ میں خود بھی اس طرف اشارہ فرما دیا کہ کتابوں میں مذکورہ فرق ختم ہو جائے، تو وہ مثلی ہو سکتی ہیں۔۔۔ یہاں پر آپ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے کتاب کے مثلی ہونے کو بیان کرتے ہوئے اگرچہ یہ قید لگائی ہے کہ "جلد نہ بندھی ہو"، لیکن یہ بھی اس دور کے اعتبار سے ہے، کیونکہ اُس وقت جلد ایک جیسی نہیں ہوتی تھی اور فی زمانہ جب کاغذ، سیاہی اور جلد وغیرہ سب کچھ ایک جیسا ہوتا ہے، تو مطبوعہ مجلد کتب (چھپی ہوئی ایسی کتابیں، جن کو جلد کر لیا گیا ہو، وہ) بھی مثلی ہیں اور یہ کہنا بعید نہیں کہ یہی امام اہل سنت کا "قول ضروری" بھی ہے۔"

(مثلی اور قیمی اشیاء کی پہچان اور شرعی احکام، صفحہ64، مجلس افتاء)

مذکورہ مسئلہ کی نظیر صابن کا قیمی سے مثلی ہونا ہے کہ ایک وقت تھا کہ صابن بنانے میں جو تیل جاتا تھا، وہ کبھی کم، کبھی زیادہ ہوتا تھا، جس کی وجہ سے اسے مثلی نہیں، بلکہ قیمی شمار کیا جاتا تھا، لیکن ساتھ ہی فقہائے کرام نے یہ بھی فرمایا کہ اگر ایک ہی طرح کے اجزاء سے اور ایک ہی طریقے پر صابن تیار کیا جائے، تو اب اسے مثلی کہا جائے گا، چنانچہ درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام میں ہے:"الصابون من ھذا القبیل قیمي لان الزیت الذی في الصابون یکون کثیرا فیه وقلیلا في الصابون الآخر اما اذا کان الزیت متساویا في صابونین فیکون مثلیا فلذلك اذا صنع الصابون من نوع زیت وکانت جمیع اجزائه بعین الجنس والمقدار فیکون مثلیا" ترجمہ: صابن اسی قبیل سے قیمی ہے، کیونکہ صابن میں جو تیل ڈالا جاتا ہے، وہ ایک میں زیادہ ہوتا ہے اور دوسرے میں کم۔ بہر حال جب دو صابنوں میں تیل برابر ہو، تو وہ مثلی ہوں

گے، اسی وجہ سے جب ایک ہی طرح کے تیل سے صابن بنایا اور اس کے تمام اجزاء بعینہٖ اسی جنس اور مقدار سے بنے ہوں، تو وہ مثلی ہو گا۔

(دررالحکام شرح مجلۃ الاحکام، جلد3، صفحہ107، مطبوعہ دارالجیل)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

16صفر المظفر 1446ھ/22اگست 2024ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے
آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ /www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جا سکتی ہے